فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم

جبکہ ناحق خون عثمانؓ کا گرا	قاتلوں کے حق میں قرآن نے کہا
جلد لیگا بدلہ اُن سے کبریا	کیونکہ سب کچھ ہے وہ سنتا جانتا

پس سبائی فرقہ کے سب ادب
تا قیامت ہو گئے مغضوب رب

الحمد للہ کہ عجالہ نمبر ۹

الموسوم بہ

شہادت عثمانؓ

جس میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین خلیفۂ سوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلام و مسلمین پر احسانات کا مجملاً ذکر کرکے اُن فتنہ پر روشنی ڈالی گئی ہے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کا موجب ہوا اور بعد ازاں حضرت عثمانؓ کے دل ہلا دینے والے واقعات شہادت بیان کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ ۱۸ ذوالحجہ عاشورہ سے کم اللہ و منان کے دن نہیں

دائرۃ الاصلاح لاہور کوچہ چابک سواران کی طرف سے برائے افادۂ کافۂ المسلمین چھپکر مفت تقسیم ہوا

(ذوالحجہ ۱۳۳۹ ہجری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

حضرت عثمانؓ کے مسلمانوں پر احسانات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام آروی تھا جن کی ماں بیضا رسول اللہ صلعم کی سگی پھوپھی تھیں اور باپ کریز بن ربیعہ حبیب بن عبد شمس کے پوتے تھے۔ آپ کے والد عفان بن ابو العاص نامی امیہ بن عبد الشمس کے پوتے تھے پس ہاشم اور عبد الشمس جو عبد مناف کے بیٹے تھے حضرت عثمانؓ کی ماں، اور باپ کی طرف سے جدِ اعلےٰ تھے۔ یا یوں کہو کر آپ نجیب الطرفین تھے۔

آپ اُن مسلمانوں میں سے ہیں جو بڑی غور و فکر کے بعد عہد شباب میں مکہ ہی میں مشرف باسلام ہوئے اور اس سے پہلے رسول اللہ صلعم کی مخالفت میں کوئی حصّہ نہ لیا۔ آپ بڑے مالدار اور تاجری سے تاج بسر تھے۔ مسلمان ہوکر آپ نے اہل اسلام کی جو جو خدمات کیں اور اُن کے فقر و فاقہ کے مصائب کو دور کیا۔ اُن کے ذکر سے تاریخیں مالامال ہیں اور مخالفین کو بھی اس کا اعتراف ہے مالی خدمات کی مختصر فہرست یہ ہے:۔

(۱) مکہ میں ایک کنواں تھا جس کا نام بیر رومہ تھا۔ اُس کا مالک ایک یہودی تھا۔ جو فطرتاً مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ یہود پیسے کے بڑے حریص ہوتے ہیں۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ اگر رعایت کی تو یہ کہ پانی قیمتاً دینا منظور کیا۔ مگر یہ انتظام بھی بڑا تکلیف دہ تھا۔ پانی جیسی چیز کو جسکی ہروقت ضرورت رہتی ہے مول لیکر استعمال میں لانا مسلمانوں کے لئے بے سر و سامانی کی حالت میں نہایت مشکل تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کنوئیں کو لے کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اور اس کے بدلے میں جنت پائے۔ اس پر جس نے لبیک کہا وہ حضرت عثمانؓ تھے۔ چنانچہ آپ نے بیس ہزار دے کر وہ کنواں خرید لیا۔ اور مسلمانوں سے پانی کی بندش رفع کی۔

(۲) لڑائی میں مخالفین پر فتح حاصل کرنیکے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز روپیہ ہے

اس کے بغیر طاقت کسی کام کی نہیں۔ اگر روپیہ نہ ہو تو ہتھیار۔ سواریاں اور دیگر سامان جنگ کہاں سے آئے۔ سپاہیوں کو روٹی کہاں سے ملے۔ پیٹ پر پتھر باندھ کر زیادہ عرصہ نہیں لڑا جا سکتا۔ چو زر بہتر از پنجاہ من زور یشیخ سعدیؒ بھی فرما گئے ہیں۔ غزوۂ تبوک کے وقت جیسی مسلمانوں کی حالت پتلی تھی پھر کبھی نہیں ہوئی۔ اس کے لشکر کی بے سروسامانی کا اندازہ جیش العسرت کے نام سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسلامی لشکر تیس ہزار تھا جو قیصر روم کے حملہ کی روک تھام کے لیے جس کی چالیس گنا فوج کو جنگ موتہ میں ۸ھ ہجری میں حضرت زیدؓ بن حارث اور جعفر طیارؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت خالد سیف اللہؓ نے شکست دی تھی) روانہ ہونے والا تھا۔ تجویز یہ تھی کہ مدینہ منورہ سے دور نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے تاکہ اپنا ملک نقصانات جنگ سے محفوظ رہے۔ فہرست چندہ کھولی گئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو کچھ گھر میں تھا لا حاضر کیا۔ حضرت عمرؓ آدھا لے آئے جو کئی ہزار روپیہ کا مال تھا اور حضرت عثمانؓ غنی نے نو سو اونٹ۔ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دئے۔ (بعض کتابوں میں اس سے بھی زیادہ لکھا ہے) اور اسلامی فوج اس قابل ہو گئی کہ دو ہفتہ منزلیں طے کر کے بمقام تبوک پہنچے اور ایک مہینہ وہاں قیام پذیر رہے اور دشمن نے مسلمانوں کا یہ جوش دیکھ کر حملہ آوری کا ارادہ ترک کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بلا لشکر کو بن لڑے جو فتح حاصل ہوئی اس میں حضرت عثمانؓ غنی کی مذکورہ بالا امداد کو بھی بہت بڑا دخل تھا۔

حضرت علیؓ کی دلداری

تبوک روانہ ہونے سے پہلے حضورؐ نے مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ سباع بن عرفطہ کو بنایا اور علی مرتضےؓ کو اہل بیت کی ضروریات پوری کرنے کے لئے چھوڑ گئے جیسا کہ حضرت عثمانؓ کو غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ حضرت علیؓ کو طعنے ملنے لگے کہ ترس کھا کر یا نکما سمجھ کر عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ گئے۔ آپ کو یہ کلمات سن کر غیرت آ گئی اور لشکر کے عقب میں روانہ ہو پڑے اور ذخیرہ کی تکلیفیں اٹھا کر جا ملے۔ نبی صلعم نے سب حال سنکر آپ کی دلداری کے لئے فرمایا کہ الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنے علیؓ تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم میرے لئے ویسے ہو جیسا کہ موسیٰؑ کے لئے ہارون تھے گو میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

یہ سُن کر حضرت علیؓ خوش خوش مدینہ منورہ کو واپس تشریف لائے ۔

ہمارے شیعہ بھائی اس فرمانِ نبویؐ سے جو محض حضرت علیؓ کی دلدہی کے لئے صادر فرمایا گیا تھا ، انکی خلافت بلافصل کا دعویٰ پیش کرتے ہیں جو بالکل بے دلیل ہے کیونکہ :-

(۱) اس سے پیشتر رسول صلعم بیس سے زیادہ مرتبہ مدینہ منورہ سے باہر جہاد کے لئے تشریف لے گئے اور کسی نہ کسی کو خلیفہ بنا جاتے رہے ان خلیفوں کی رسول اللہ صلعم کی زندگی میں خلافت حضورؐ کی وفات کے بعد خلافت کے لئے دلیل نہیں ہو سکتی تو حضرت علیؓ کی کس طرح ہو سکتی ہے ؟

(ب) یہ خلافت صرف عورتوں اور بچوں کی نگرانی کے لئے تھی اس لئے منافقین مدینہ نے حضرت علیؓ کو چڑایا اور کھجایا تھا اور آپ غصہ کھا کر خلافت کو بالائے طاق رکھ کر لشکر میں جا شامل ہوئے تھے ۔ اگر یہ خلافت کوئی قابل رشک ہوتی تو حضرت علیؓ کیوں اسے ترک کرکے چلدیتے

(ج) جب حضرت ہارونؑ باوجود نبی ہونے کے حضرت موسیٰؑ کے واپس آنے پر عہدۂ خلافت سے الگ ہو گئے تو حضرت علیؓ جو نبی بھی نہ تھے رسول اللہ صلعم کی حیات میں کس طرح خلیفہ رہ سکتے تھے ۔ چنانچہ نہ رہے ۔

(د) حضرت ہارونؑ کو جو حضرت موسیٰؑ سے مناسبت تھی وہ حضرت علیؓ کو ہرگز نہ تھی (۱) حضرت ہارونؑ خود نبی تھے اور حضرت علیؓ نہ تھے (۲) حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے عمر میں بڑے تھے اور حضرت علیؓ چھوٹے (۳) حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے گویائی میں افصح تھے اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلعم سے زیادہ فصیح نہ تھے ۔ پس جبکہ مراتب و مناصب میں آپ کم تھے تو حضرت رسول اللہ کے کس طرح بلافصل خلیفہ ہو سکتے تھے

(ہ) جس طرح حضرت ہارونؑ کی خلافت وقت معینہ کے لئے مخصوص تھی اُسی طرح حضرت علیؓ کی ہوئی ۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت ہارونؑ خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت یوشعؑ بن نونؑ خلیفہ ہوئے اور حضرت رسول خدا صلعم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ ۔ پس ان دلایل سے شیعوں کا دعویٰ خلافت ڈسمس ہوا اور خلافت بلافصل ثابت نہ ہوئی ۔

موضع قبا متصل مدینہ میں جو پہلی مسجد بنی اس کی زمین بھی حضرت عثمانؓ نے خرید کر دی تھی ۔ اور مسجد نبوی کو روپیہ خرچ کرکے وسیع کرنے کا ثواب بھی آپ کو ہی حاصل ہوا تھا ۔ امہات المومنینؓ کے لئے علیحدہ علیحدہ مکانات بھی آپ ہی نے بنوا کر دئے تھے ۔

سنہ ہجری میں مدینہ شریف میں سخت قحط پڑا عین وقت پر حضرت عثمانؓ کے سینکڑوں غلہ سے لدے ہوئے اونٹ یمن سے آئے۔ مہاجن تیار تھے کہ دوگنے چوگنے نفع پر خرید لیں مگر آپ نے دہ درِ دنیا سستر در آخرت کے منافع کو اس نفع پر ترجیح دی اور سب غلہ مفت تقسیم کر دیا اور اُسی دن سے عثمان غنیؓ کہلائے۔

حضرت عثمانؓ پر رسول اللہ صلعم کی شفقت

حضرت عثمانؓ پر رسول اللہ صلعم کی ہمیشہ نظرِ شفقت رہی اور وہ مستحق بھی اسی کے تھے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:-

(۱) سیدہ رقیہؓ کی تیمارداری کی وجہ سے آپ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے مگر حضورؐ نے مالِ غنیمت میں سے آپ کا حصہ برابر نکالا۔

(۲) حضرت رقیہؓ نے وفات پائی تو حضورؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ اُم کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اور پھر جب وہ بھی فوت ہو گئیں تو فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو عثمانؓ کی زوجیت میں دے جاتا۔

(۳) جب حضرت عثمانؓ نے راہِ خدا میں کئی بار مال لٹا دیا تو حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد عثمانؓ کا کچھ کرنا انھیں کچھ ضرر نہ دیگا۔

(۴) جب ذوالقعدہ سنہ ۶ ہجری میں حضور علیہ السلام نے بارادہ حج مدینہ سے چل کر بمقام حدیبیہ مکہ معظمہ سے نو میل ورے اقامت اختیار کی اور قریش سے اجازت حاصل کرنے کے لئے اپنا سفیر حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو بنا کر بھیجا اور وہ وہاں قید ہو گئے اور مشہور ہو گیا کہ شہید کر ڈالے گئے تو حضرت رسول کریم صلعم نے چودہ سو اصحابؓ سے حضرت عثمانؓ کا بدلا لینے کے لئے جان نثاری کی بیعت لی۔ اسی بیعت سے مسلمانوں کو خوشنودی رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ ملا۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ فتح میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔ اس بیعت میں شامل کرنے کیلئے حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور اُن کی جانب سے اپنے ہاتھ پر بیعت کی اس بیعت کا حال سنکر قریش ڈر گئے اور حضرت عثمانؓ کو رہا کر دیا اور پھر صلح بھی کر لی جو صلح حدیبیہ کے نام سے اسلامی تاریخ میں مشہور ہے۔

(۵) حضور علیہ السلام کی نظروں میں حضرت عثمانؓ کی اس قدر وقعت اور حرمت تھی کہ حضورؐ

انکی سفارشوں پر شدید سے شدید خطاوار کی خطا بخش دیتے تھے مثلاً عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلعم کے کاتب وحی پر جب کتابت میں تصرف کرنے کا جرم ثابت ہوگیا تو حضور صلعم نے اس شدید جرم پر فتح مکہ کے دن اُس کے خون کو مباح کر دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں اسے پاؤ قتل کرو۔ حضرت عثمان رضؓ نے جو اس کے رضاعی بھائی تھے۔ عبداللہ سے آیندہ کے لیے ایسی ناجائز حرکت کرنے کی توبہ کرائی اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے اور سفارش کی۔ حضور صلعم نے آپ کی سفارش کو منظور فرمالیا۔ اور عبداللہ سے اسلام پر دوبارہ بیعت لے لی اور اس کو امن عطا فرمایا اور قتل کے فتویٰ پر خطِ عفو کھینچ دیا۔ عبداللہ چونکہ دل سے تائب ہوئے تھے اس لئے حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔ یہ وہی عبداللہ ہیں جو آخر میں فاتح افریقہ بنے +

(۶) صحیح حدیث میں حضرت عایشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ عید کے دن اہل بیت نبوی کے گھر میں دانہ تک نہ تھا کہ ناگاہ حضرت عثمان رضؓ نے کئی اونٹ تمام ضروریات سے لدے لدائے بھیج دئے جسپر خوش ہوکر حضور پر نور نے اُن کے حق میں دعائے خیر کی +

حضرت عثمان رضؓ کی خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضؓ پر اُن کے ایمان وحیا میں کامل ہونے اور غنا کو مسلمانوں کے رفعِ افلاس میں صرف کرنے کی وجہ سے ہمیشہ خوش رہے اور متواتر آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی اسی لئے حضرت ذوالنورین عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں حضرت عثمان رضؓ سے حضرت ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ بھی خوش رہے اور شیخین کے بعد اصحاب رسول اللہ صلعم انہی کو سب سے برتر اور محبوب سمجھتے تھے اسی لئے حضرت فاروق اعظم رضؓ کی وفات کے بعد قرعۂ انتخاب انہی کے نام پڑا اور تمام دنیائے اسلام نے ان کو خلیفہ تسلیم کرکے بیعت کرلی۔ کسی والئ صوبہ۔ کسی صحابی۔ کسی مسلمان نے بیعت کرنے سے عذر وانکار نہ کیا۔ بنی ہاشم بھی اجماع میں شامل تھے +

جناب ذوالنورین رضؓ جب تختِ خلافت پر رونق افروز ہوئے قریباً ستر برس کی عمر کے تھے اس لئے اُن کی روشن رائے اور حلم وعدل کی وجہ سے مسلمان بدستور خوش رہے۔ اور دشمنان اسلام کو زیر کرتے رہے حتیٰ کہ رَے۔ اسکندریہ۔ شاپور۔ افریقہ۔ قبرس

طبرستان۔ کرمان۔ سجستان اور مرو وغیرہ بھی سلطنت اسلامیہ میں داخل ہو گئے۔ ایران کا بادشاہ یزدجرد اور روم کا قیصر قسطنطین شکست کھا کر مارا گیا۔

مسلمانوں کی یہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی دشمنان اسلام کو کس طرح بھا سکتی تھی پس انہوں نے اسلامی سلطنت کو مٹانے کی ٹھانی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن سبا تھا جس نے بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ مگر مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کے لئے حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل اور حق تلفی کے قصے ایجاد کر کے شایع کئے۔ شیخینؓ کو (معاذ اللہ) غاصب قرار دیا حضرت عثمانؓ پر خویشوں کے ساتھ رعایت کرنے کا الزام لگایا۔ ہر صوبہ میں اپنے کارندے مقرر کئے کہ وہاں کے گورنر کے متعلق ظلم اور ناانصافی کے افسانے گھڑ گھڑ کر دوسرے صوبوں میں پہنچائیں اور اس طرح مشہور ہو جائے کہ حضرت عثمانؓ نے ظالم عامل مقرر کر رکھے ہیں اور عہد عثمانی میں ہر جگہ ظلم ہو رہا ہے اور رعایا بڑی تنگ ہے۔

مفسدوں کی یہ منصوبہ بازی بڑی حد تک کامیاب ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ بصرہ۔ کوفہ۔ مصر میں فریبی یا فریب خوردہ لوگوں کی بڑی تعداد ہمدردی بنی نوع انسان کے بہانہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سب نے حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے کی غرض سے مدینہ کا رخ کیا۔ مدینہ دارالخلافت تھا۔ کئی شیر دل صحابہؓ حضرت ذوالنورینؓ پر قربان ہونے کو موجود تھے۔ حضرت عثمانؓ کو معزول کر دینا منہ کا نوالہ نہ تھا۔ مفسدوں نے بہتیرا شور مچایا اور حضرت عثمانؓ کے خلاف زہر اگلا۔ مگر ان کا بال بیکا نہ کر سکے۔ تمام صحابہؓ کی رائے تھی کہ ان مفسدوں کو قتل کر دیا جائے مگر حضرت عثمانؓ بڑے حلیم الطبع اور نرم دل تھے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں ہم انکی شکایات سنیں گے اور ان کو معاف کرینگے چنانچہ ایک مجلس منعقد کی جس میں فسادیوں کو الزامات پیش کرنے کی اجازت دی گئی جنھیں ہم حضرت عثمانؓ کے جوابوں سمیت درج ذیل کرتے ہیں:۔

حضرت عثمانؓ پر بے بنیاد الزامات

پہلا الزام۔ آپ نے فلاں جگہ نماز پوری پڑھی حالانکہ بوجہ مسافر ہونے کے آپ کو قصر کا حکم تھا۔

جواب۔ سنو! میں نے نماز ایسے شہر میں پوری پڑھی ہے جس میں کہ میری بیوی تھی اور میں وہاں مقیم تھا نہ کہ مسافر۔ سب صحابہ نے تصدیق کی کہ جناب خلافت پناہ سچ فرماتے ہیں۔

دوسرا الزام۔ آپ نے رکھ بنالی ہے حالانکہ اس سے پہلے کبھی رکھ نہیں بنائی گئی ؟

جواب۔ یہ بات غلط ہے کہ اس سے پہلے رکھ قائم نہ تھی۔ تمام صحابہ گواہ ہیں کہ حضرت عمرؓ کے وقت سے رکھ کا انتظام ہے۔ ہاں جب صدقات کے اونٹ زیادہ ہوگئے تو میں نے اس کو وسیع ضرور کردیا اور یہ بڑھانے کا دستور بھی کوئی نیا نہیں۔ رکھ کے بڑھانے میں میری کوئی ذاتی غرض وابستہ نہیں کیونکہ میرے پاس اب صرف دو اونٹ ہیں اور کوئی بھیڑ بکری نہیں۔ حالانکہ جب میں خلیفہ ہوا تھا تو میں تمام عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں والا تھا۔ لیکن آج میرے پاس نہ بکری ہے نہ اونٹ۔ یہ دو اونٹ بھی میں نے حج کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ بات درست نہیں۔ سب صحابہ نے عرض کیا کہ بالکل درست ہے۔

تیسرا الزام۔ قرآن کئی صورتوں میں تھا۔ آپ نے ایک ہی صورت پر لکھوا دیا ہے

جواب۔ سنو! قرآن شریف عرب کے شرفا قریش کی زبان کے مطابق نازل ہوا ہے۔ دوسروں نے جب غلطی سے تفسیری لفظوں کو جو انھیں سمجھانے کے لئے اُنکی زبان میں بتائے جاتے رہے۔ اصل سمجھ کر شامل قرآن کرنا شروع کردیا تو مجھے اس سے بڑی بے چینی ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ اس کا نتیجہ اصل قرآن میں اختلاف نہ ڈال دے۔ پس میں نے حضرت علیؓ کے مشورہ سے ایک خاص محکمہ تجویز کیا جس میں زید بن ثابت انصاریؓ۔ عبدالرحمٰن بن حارث۔ سعد بن العاصؓ اور ہشام المخزومیؓ کو عبداللہ بن زبیرؓ کے ماتحت کام پر مامور کرکے حکم دیا کہ جس قدر جلد ہوسکے قرآن شریف کو مکمل طور پر یکجا جمع کرو اور ان امور کا خاص خیال رکھو کہ (ا) کل الفاظ قریش کے خاص محاورہ کے مطابق ہوں (ب) جو الفاظ مطلب سمجھانے کے لئے صرف بطور تفسیر شامل کر لئے گئے ہوں وہ بالکل نکال ڈالے جائیں۔ (ج) سورتوں کی خاص ترتیب ہو اور (د) ترتیب نزول کا خاص خیال رہے۔ جب اس ترتیب سے کل آیات جمع ہوگئیں تو میں نے اس کی نقلیں کرواکر مکہ۔ شام۔ بحرین۔ بصرہ کوفہ بھجوا دیں اور ایک نسخہ مدینہ میں رکھوا لیا اور اختلاف قرأت کو روکنے کے لئے یہ اشتہار دیدیا کہ آیندہ جو شخص قرآن شریف پڑھنا یا لکھنا چاہے وہ انہی نسخوں کے مطابق لکھے پڑھے۔ کیا یہ بات درست نہیں ؟ سب صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بالکل بجا فرمایا اور ایک بڑے اٹھتے ہوئے فتنہ کو دبا دیا اور آپ اس پر بہت بڑے ثواب کے مستحق ہیں ؀

چوتھا الزام۔ آپ بنی امیہ پر بوجہ قرابت داری بہت مہربانی کرتے ہیں ؀

جواب. سنو میں اپنے خاندان کے لوگوں پر اس سے زیادہ سلوک نہیں کرتا جو حضرت رسول کریم صلعم اور شیخین رضؓ نے ان کے لئے روا رکھا تھا۔ علاوہ اس کے میرا اپنے عزیزوں سے جو اعلیٰ درجہ کے مدبر اور خادم اسلام ثابت ہو چکے ہیں نیک برتاؤ کرنا خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے کیونکہ ہر مسلمان پر صلہ رحمی واجب ہے۔ کیا میں جھوٹ کہتا ہوں؟ سب صحابہؓ نے عرض کیا آپ صحیح فرماتے ہیں اور ساتھ ہی متفق اللفظ ہو کر ان مفسدوں کے قتل کا مشورہ دیا۔ مگر حضرت عثمان رضؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ کیا اور انکو معاف کر دیا۔

محمدؓ بن ابی بکرؓ کی تقرری اور معزولی کی سازش

جب جھوٹے الزام پیش کر کے مفسدوں نے منہہ کی کھائی تو انہوں نے کہا کہ صوبوں کے عامل بڑا ظلم کر رہے ہیں اور ہر جگہ لوگ نالاں ہیں اس لئے آپ انھیں معزول کر کے دوسروں کو مقرر کر دیں حضرت عثمان رضؓ نے یہ بھی مان لیا اور مفسدوں کے کہنے کے مطابق محمد بن ابی بکر رضؓ کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا اور حکم لکھ دیا کہ مصر کا گورنر اپنے عہدہ کا چارج محمد بن ابی بکر کو دیدے۔

یہ حکم لکھوا کر مفسدوں نے آپس میں کہا کہ ہمارا مطلب حل نہ ہوا اس لئے کوئی ترکیب سوچنی چاہیئے جس سے حضرت عثمانؓ پر حرف آئے اور مسلمانوں میں اختلاف پڑ جائے چنانچہ بڑی غور و فکر کے بعد انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ اس وقت سب مدینہ سے چل دیں اور حضرت عثمان رضؓ کے ایک غلام کو رشوت دیکر جعلی مہر شدہ فرمان کے ساتھ والئی مصر کو طرف اسی راہ سے روانہ کریں جس سے کہ محمد بن ابی بکرؓ جا رہے ہوں فرمان کا مضمون یہ ہو کہ جس وقت محمد بن ابی بکرؓ آئیں معہ ہمراہیان قتل کر دئے جائیں ہمارے خاص آدمی مصری قافلہ کے ساتھ بھی ہوں جو غلام پر شبہ کر کے پکڑ لیں اور فلاں دن واپس مدینہ پہنچ جائیں کوفیوں اور بصریوں کو بھی اُسی دن پھر مدینہ پہنچ کر شورہ شر میں شریک ہو جانا اور معزولی عثمان رضؓ کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔

الغرض اس منصوبہ پر عمل کیا گیا اور غلام راہ میں پکڑا گیا۔ محمد بن ابی بکر رضؓ بڑے غصہ میں بھرے ہوئے قافلہ کے ہمراہ واپس آئے اور اسی دن دوسرے کوفی اور بصری مفسد بھی پہنچ گئے۔

سازش کو صحابہؓ تاڑ گئے

جب یہ مفسد مدینہ واپس آئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خط کو پیش کیا تو صحابہ پہلے تو بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے مگر پھر اُنہوں نے مزید غور کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب مفسدوں کی منصوبہ بازی کا کرشمہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے مفسدوں سے یہ ساکت کرنے والا سوال کیا کہ یہ تو ہمیں بتاؤ کہ خط تو مصریوں کو ملا تھا۔ اور تم تینوں جماعتوں (کوفیوں۔ بصریوں اور مصریوں) کے راستے الگ الگ تھے۔ اور تم کئی منزلیں ایک دوسرے سے دور تھے۔ پھر ایک ہی وقت میں اس قدر جلد تینوں جماعتیں مدینہ منورہ میں واپس کیونکر آگئیں اور باقی جماعتوں کو کس طرح معلوم ہوا کہ مصریوں کو اس مضمون کا خط ملا ہے یہ تو صریح فریب ہے جو تم لوگوں نے بنایا ہے اُنھوں نے جواب دیا۔ خواہ فریب سمجھو خواہ کچھ ہمیں عثمانؓ کی خلافت منظور نہیں وہ خلافت سے الگ ہو جائیں +

حضرت علیؓ کا انکار

صحابہؓ سے ٹکا سا جواب سُنکر یہ مفسد حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں اور عثمانؓ کا مقابلہ کریں۔ آپ بھی سازش کی تہ کو پہنچ گئے اور فرمایا کہ تم جو واقعہ بتاتے ہو وہ بالکل بناوٹی ہے جب حضرت علیؓ کا یہ جواب باغیوں نے سُنا تو اُن میں سے بعض بول اُٹھے کہ اگر یہ بات ہے تو آپ ہمیں خفیہ خط کیوں لکھا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں نے کبھی کوئی خط تم لوگوں کو نہیں لکھا۔ آپ کا جواب سُنکر وہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا اس شخص کی خاطر تم لڑتے پھرتے ہو (یعنے پہلے تو اس نے ہمیں خط لکھ کر اُکسایا اور اب اپنی جان بچاتا ہے) جو اصل سرغنہ تھا اس نے چپکے سے کہہ دیا کہ چُپ رہو حضرت علیؓ ہمارے ساتھ ہیں مگر تقیہ کرتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ عیار لوگ حضرت علیؓ کی طرف سے جعلی خط بنا بنا کر باہر بھیجا کرتے تھے کہ میری مدد کو آؤ۔ اور میرا چھینا ہوا حق دلاؤ۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تقیہ کا مسئلہ بھی انہی مفسدوں نے ایجاد کیا تھا۔ چنانچہ سرغنہ مفسد نے اس وقت بھی جبکہ حضرت علیؓ نے مفسدوں کو منہ پر جھٹلا دیا تھا تقیہ کی سپر ہی سے کام لیا۔ اور حضرت علیؓ کو دروغ گو بنا کر عذر گناہ بدتر از گناہ پیش کیا کہ وہ مصلحتاً جھوٹ بولتے ہیں۔

قتل کردیا تو تم مل کر پھر ایک مسجد میں نماز ادا نہ کروگے اور کبھی متفق ہو کر دشمن کا مقابلہ نہیں کروگے اور تمہارا اتحاد قائم نہیں رہیگا +

اس مشفقانہ رائے کا مفسدوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص نہ حضرت عثمانؓ کے پاس جا سکے اور نہ اپنے مکان سے باہر نکل سکے۔ اس کے بعد محاصرہ میں اس قدر شدت کی کہ اُن کے گھر میں پانی جانا بھی بند کر دیا جب پیاس نے جناب خلافت پناہ کے اہل خانہ کو بہت تنگ کیا تو حضرت عثمانؓ کوٹھے پر چڑھے اور فرمایا کہ کوئی جاکر حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور امہات المومنینؓ کو ہمارے حال سے اطلاع دے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے خود ایک مشک پانی کی بھری اور لیکر حرم عثمانیؓ کی طرف آئے مگر مفسدوں نے نہ پہنچنے دیا۔ اس پر شیر خدا نے فرمایا کہ کیا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے۔ لوگو! رومی اور ایرانی کفار بھی دشمنوں کا پانی بند نہیں کرتے مگر تم مسلمان کہلا کر خلیفہ وقت سے اس قدر دشمنی روا رکھتے ہو۔ کیا تمہیں خوفِ خدا بھی اس کام سے نہیں روکتا؟ ظالموں نے جواب دیا کہ خواہ کچھ ہی ہو ہم پانی کا ایک قطرہ بھی اندر نہیں پہنچنے دینگے +

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ (ہمشیرہ حضرت امیر معاویہؓ والی شام) ابھی مدد کو روانہ ہوئیں مگر نا خدا ترس سیاہ دل مفسدوں نے ان کے خچر کا تنگ کاٹ ڈالا اور آپ گرنے سے بمشکل بچیں۔ یہ سلوک دیکھ کر حضرت عائشہؓ حج کو روانہ ہو گئیں۔ اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتی کہ جو سلوک رسول صلعم کی ایک حرم سے ہوا ہے وہی مجھ سے بھی ہو۔ درحالیکہ کوئی میرے بچانے والا بھی نہ ہو۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے یہاں رہنے سے فساد رک سکتا ہے تو میں کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہ جاتی +

اہل مدینہ نے باغیوں کا کیوں مقابلہ نہ کیا

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و حرمت کی طرف سے آنکھیں بند کرکے باغیوں نے ان سے اس قدر سختی کا سلوک کیا تو صحابہؓ نے باوجود باغیوں کے مقابلہ میں کمزور ہونے کے جنگ کی ٹھانی۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ کاتب رسول اللہ صلعم اور امام حسنؓ اس معاملہ میں بڑے سرگرم تھے۔ جب حضرت عثمانؓ

کو اس معاملہ کا علم ہوا تو آپ نے ان کو قسم دیکر کہلا بھیجا کہ جانے دو اور جنگ نہ کرو چونکہ باغی اکثر حضرت عثمان رضؓ کے گھر میں پتھر پھینکتے رہتے تھے۔ اِس لئے آپ نے مسلمانوں کو اپنے گھر کے قریب آنے سے منع فرما دیا۔ تاکہ ان کو صدمہ نہ پہنچے مگر صحابہ رضؓ کے دل میں جو حضرت عثمان رضؓ کی محبت تھی وہ اُنھیں مجبور کر رہی تھی کہ وہ اپنے نیک دل۔ حلیم الطبع اور شفیق خلیفہ کی حفاظت کریں اس لئے وہ پروانہ وار امیر المومنین کے دولتخانہ کے گرد بے تابانہ پھرتے رہتے تھے۔ آپ اس خیال سے بے تاب ہو رہے تھے کہ اگر کوئی فساد ہوا تو اہلِ مدینہ خاموش نہ بیٹھیں گے اور اپنی جانوں کو مجھ پر نثار کر دینگے اس لئے ان کو چشم زخم۔ سے بچانے اور اس حادثہ سے دور رکھنے کے لئے اعلان کر دیا کہ حج کا وقت قریب ہے مسلمان حسب معمول حج کو روانہ ہو جائیں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو جو ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے آپ کا دروازہ نہیں چھوڑا تھا۔ آپ نے ... حج کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ کہتے رہے کہ مجھے آپ کی حفاظت کے لئے جہاد کرنا حج سے زیادہ پیارا ہے مگر آپ نے اُنھیں مجبور کر کے حجاج کے ساتھ روانہ فرما دیا۔ اِس کے بعد اپنی وصیت لکھ کر حضرت زبیر رضؓ کے پاس بھجوا دی اور اُن کو بھی رخصت کر دیا۔ جب مدینہ کے بہت سے مسلمان اور جان نثار صحابہ رضؓ حج کو چلے گئے تو باغیوں نے موقع کو غنیمت جانا اور حضرت عثمان رضؓ کے گھر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگے جب یہ خبر اُن صحابہ رضؓ کو معلوم ہوئی جو مدینہ طیبہ میں باقی تھے تو وہ تلواریں کھینچکر درِ خلافت پناہ پر جمع ہو گئے مگر حضرت عثمان رضؓ نے منع کیا اور کہا کہ مَیں تم کو اپنی مدد کے عہد سے بری کرتا ہوں تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ لیکن اِس خطرناک حالت میں خلیفہ رسول اللہ صلعم کو تنہا چھوڑ دینا انہوں نے گوارا نہ کیا اور واپس جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر وہ اسّی سالہ بوڑھا جو ہمت میں نوجوانوں سے بڑھ کر تھا ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لیکر گھر کا دروازہ کھول کر مردانہ وار صحابہ کو روکنے کے لئے اپنے خون کے پیاسے دشمنوں میں نکل آیا۔ اور صحابہ رضؓ کو چلے جانے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ خواہ آپ کچھ کہیں ہم نہ جائینگے کیونکہ آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہم کل خُدا کو کیا جواب دینگے۔ انہی صحابہ میں حضرت امام حسن رضؓ حسین رضؓ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ وغیرہ بھی تھے۔

صحابہ رضؓ کے لئے نہ جائے ماندن اور نہ پائے رفتن کا سا معاملہ تھا۔ وہ خلیفہ کے حُکم سے مجبور تھے۔ کہ مقابلہ نہ کریں اور ان کا ضمیر اُن کو جناب خلافت پناہ رضؓ کو تنہا چھوڑ کر جانے کی بھی اجازت نہ دیتا تھا۔

حضرت عثمانؓ کو جان بچانے کے تین مشورے

جب حضرت ذوالنورینؓ دشمنوں کے نرغہ میں اس قدر تکلیف اٹھا رہے تھے تو صحابہؓ نے اکٹھے ہو کر اُن کو حفاظت کے تین طریقے بتائے جو معہ جوابات سننے کے لائق ہیں :-

پہلا مشورہ - آپ امیر المومنین ہیں آپ کے پاس ہزاروں غلام لڑنے مرنے کو موجود ہیں آپ باہر نکل کر باغیوں سے لڑیں آپ حق پر ہیں اِن باغیوں کا قلع قمع کر دیں ۔

حضرت عثمانؓ کا جواب ۔ یہ لوگ اگرچہ باغی ہیں مگر پھر بھی مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں میرے حمایتی بھی مسلمان ہیں مجھے اپنی جان کے لئے مسلمانوں کی خونریزی ہرگز گوارا نہیں ۔

دوسرا مشورہ - آپ چپکے سے نکل کر مکہ شریف چلے جائیں وہاں بوجہ حرم کے آپ دشمنوں کی گزند سے محفوظ رہینگے ۔

جواب ۔ یہ کیا ضمانت ہے کہ جو لوگ یہاں فساد پر آمادہ ہیں وہ حرم کی حرمت کا پاس کرینگے ۔ اگر وہ وہاں پہنچ کر قتل و قتال پر اُتر آئے تو اہل مکہ میری حمایت میں سینہ سپر ہونگے اور پھر وہی خونریزی ہوگی جو مجھے پسند نہیں نیز میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہوا ہے کہ جو شخص حرم میں خونریزی کرائیگا ۔ اس پر نصف عالم جتنا عذاب ہوگا میں یہ عذاب خریدنا نہیں چاہتا ۔

تیسرا مشورہ - آپ امیر معاویہؓ کے پاس شام چلے جائیں وہ ایک مضبوط حکمران ہیں اور آپ کے رشتہ دار بھی ہیں اُنکی سلطنت میں مفسدوں کو نہ اب تک جانے کی جرأت ہوئی ہے نہ آئندہ ہوگی ۔ اُن کے پاس آپ ہر طرح محفوظ رہیں گے اور کوئی آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکیگا ۔

جواب ۔ تمہاری یہ تجویز بھی مجھے منظور نہیں میں نے رسول اللہ صلعم کے عشق میں اپنے وطن عزیز مکہ معظمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی بس اپنی جان کی حفاظت کے لئے رسول اللہ صلعم کی ہمسائگی اور اپنے دار ہجرت کو نہیں چھوڑ سکتا ۔ اس پاک سرزمین میں جان دینا جان سلامت لیجانے سے مجھے زیادہ محبوب ہے ۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

جب مفسدوں نے دیکھا کہ اِدھر تو صحابہؓ کسی طرح اُن کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھسنے نہیں دیتے اور اُدھر مکہ کے حاجیوں کی واپسی شروع ہو گئی ہے بلکہ بعض بہادر سواریوں کو

کو دوڑا کر مدینہ میں پہنچ بھی گئے ہیں اور شام و بصرہ کی فوجیں بھی چلی آرہی ہیں تو وہ سخت گھبرائے اور فیصلہ کیا کہ آج ہی خلیفہؓ کا فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ ورنہ اپنی خیر نہیں۔ چنانچہ چند آدمیوں نے اس مہم کو اپنے ذمہ لیا اور بے خبری میں ایک طرف سے کود کر آپ کے گھر میں داخل ہوگئے۔ ان میں محمدؓ بن ابی بکرؓ بھی تھے جنہوں نے سب سے آگے بڑھ کر حضرت ذوالنورین کی ریش مقدس کو پکڑ لیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ تو اس داڑھی کی عزت کیا کرتا تھا۔ اگر وہ تجھے اس حال میں دیکھتا۔ تو ضرور ناراض ہوتا یہ سنکر وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور چھوڑ کر واپس لوٹ گئے +

جس وقت یہ باغی حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے کو تلواریں ہاتھ میں لیکر کودے ہیں آپ تلاوت قرآن شریف میں مشغول تھے جسے آپ نے مطلق نہ چھوڑا اور تادم واپسین اسی میں مستغرق رہے ظالم باغیوں کی آپ پر تابڑ توڑ تلواریں پڑ رہی ہیں جسم زخمی ہو رہا ہے مگر صبرو استقلال کا یہ عالم ہے کہ آپ مطلق حرکت نہیں کرتے اور یاد الٰہی میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا سے ہمکلامی نے ان پر حالت استغراق پیدا کر دی ہے، وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں شاہد حقیقی سے واصل ہونے کا شوق اس قدر غالب ہے کہ دشمنوں کی تیغوں کی ضربوں کی تکلیف بھی اُنکی محویت میں خلل انداز نہیں ہوسکتی معشوق حقیقی کوئی دنیاوی بے وفا شاہد نہ تھا کہ اپنے عاشق اپنے حبیب صلعم کے مفتون پر یہ ظلم ہوتا دیکھتا اور آنکھیں بدل کر الگ ہو جاتا۔ اُس نے پہلے ہی سے اپنے محبوب کے مظلوم خلیفہؓ سے بغاوت اور لڑائی کرنیوالوں کے لئے فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (اللہ جلدی ہی اُن سے نپٹ لیگا کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے) کا فیصلہ صادر فرما دیا تھا۔ اب اس فیصلہ پر حضرت عثمان کا مقدس خون گرا کر سرخ مہر لگا دی اور ظالموں کو ان کے مآل کی خبر دے دی +

جب شقی القلب مفسدوں نے اپنی بڑی عاقبت کے متعلق آلہی فتوے کا مطالعہ کیا تو غصہ سے اُسے پرے پھینک دیا اور آخر ایک ایسا بھرپور ہاتھ مار کر جناب خلافت پناہؓ کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور علیین میں جا پہنچا +

جس وقت حضرت عثمانؓ پر پیہم تلواروں کے وار ہو رہے تھے آپ کی حرم محترم بچانے کے لئے آگے بڑھیں مگر رحم و مروت سے بیگانہ سنگدل ستم شعاروں نے تلوار مار کر اُن کا ہاتھ اور انگلیاں بھی کاٹ ڈالیں اور عورت پر بھی وار کرنے سے نہ شرمائے +

الغرض شہید کرنیکے بعد باغیوں نے خلیفہ رسول اللہ صلعم کے گھر کو لوٹ لیا۔ اور پھر بیت المال کی طرف بھی گئے اور خزانہ میں جس قدر روپیہ تھا۔ اس سے بھی اپنے دوزخ بھرے۔ یہ لوگ حضرت عثمانؓ پر تو یہ الزام لگاتے تھے کہ وہ خزانہ کے روپیہ کو بُری طرح استعمال کرتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کو دیتے ہیں مگر جب اپنی باری آئی تو سب کچھ لوٹ لیا اور کل حقوق فراموش کردئے۔ اس سے اُن کی اصلی غرض کا پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کا مقابلہ محض اپنے آپکو آزاد کرنے اور اپنے دوزخ بھرنے کے لئے کرتے تھے +

ان باغیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے اور مال لوٹنے پر ہی کفایت نہ کی بلکہ ان کی لاش کو بھی پاؤں میں روندا اور دفن نہ کرنے دیا۔ آخر جب خطرہ ہوا کہ زیادہ پڑے رہنے سے جسم میں تغیر نہ پیدا ہو جائے تو بعض صحابہؓ نے رات کے وقت آپ کو پوشیدہ طور پر دفن کردیا +

ہمارے شیعہ بھائیوں نے دائرۃ الاصلاح کی طرف گمنام خطوط میں حضرت عثمانؓ کے مقدس جسم کے ساتھ باغیوں کے سلوک کا ذکر کرکے مضحکہ اڑایا تھا۔ کیا ہم اس کے جواب میں حضرت علیؓ کے جنازہ کا اور شہیدان کربلا کی نعشوں کی بے حرمتی کا بیان کرکے ہنسی اُڑائیں؟ یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ چاند پر تھوکنے سے چاند کی قدر و منزلت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بلکہ تھوکنے والے کا منہ ہی گندہ ہوتا ہے خدا ہمارے بھائیوں کو عقل دے +

حضرت علیؓ اور شہادت حضرت عثمانؓ

اپنے منہ میاں مٹھو مجتہد العصر والزمان مولوی حائری صاحب نے قتل عثمانؓ کو اجماع المسلمین کا نتیجہ بتاکر بالفاظ دیگر حضرت علی کا سازش قتل میں شریک ہونا بیان فرمایا تھا۔ ہمیں مولوی صاحب موصوف کی یہ تحریر پڑھ کر جناب شیر خدا سے کچھ سوءِ ظنی ہو چلی تھی کہ نہج البلاغۃ زیر مطالعہ آگئی جس کو پڑھ کر ہمیں یقین کرنا پڑا کہ حضرت علی بالکل خلیفہؓ وقت کی سازش میں شریک نہ تھے کیونکہ وہ حضرت معاویہؓ کے اعتراضوں کے جواب میں بار بار یہی فرماتے رہے کہ میرا قتل عثمانؓ میں کوئی حصہ نہیں بلکہ جنہوں نے اس امر بد کا ارتکاب کیا ہے وہ ہم پر مسلط تھے۔ اور ہم بوجہ کمزوری ان کا مقابلہ نہ کرسکتے تھے +

دوسری طرف ہم جب دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے امام حسنؓ و حسینؓ کو جناب ذوالنورینؓ کے دروازہ کی حفاظت کے لئے مامور فرما دیا تھا تاکہ کوئی باغی اندر نہ داخل ہو سکے اور جب

رہا ہے۔ مگر اس کو کبھی کچھ وصول نہیں ہوا۔ اور یہودیوں کی طرح کبھی ذلت و مسکنت نے
اس کا علاقہ نہیں چھوڑا۔ اگر بنی امیہ مٹ گئے تو عباسیوں کو عروج و کمال حاصل ہوا
اور ان کا مذہب بھی اہل سنت والجماعت تھا۔ جب عباسی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو
ان کے مٹانے والے بھی اسلام قبول کر کے سواد اعظم ہی کے پیرو ہوئے۔ الحمد للہ
کہ ایران کی حکومت بھی سنی بادشاہوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ کاش ان واقعات
سے عبرت حاصل کی جائے اور سواد اعظم سے الگ راہ نہ اختیار کی جائے +

اغراض و مقاصد دائرۃ الاصلاح لاہور میں کامیابی

دائرہ کے اغراض و مقاصد مختصر الفاظ میں یہ ہیں :-

(۱) تمام مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرام۔ آئمہ عظام اور بزرگان دین کی حرمت و عظمت پیدا کرنا

(۲) خلاف شریعت رسم و رواج کے ترک کرنے اور پابند شریعت ہونے کی تلقین کرنا +

(۳) مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتفاق و اتحاد کی روح پھونکنا۔ ان زرین مقاصد کے
حصول کے لیے دائرہ سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے کئی رسالے اور اشتہار ہزاروں کی تعداد
میں چھپوا کر مفت تقسیم کر چکا ہے جن کا اثر خاطر خواہ ہوا ہے چنانچہ پچھلے سال لاہور کے
اہل سنت والجماعت نے محرم کی خلاف شریعت رسموں میں حصہ نہیں لیا۔ چنانچہ کسی نے
مہدی نکالی نہ تعزیہ اٹھایا اور نہ کوئی ماتمی مجالس میں شریک ہوا۔ سنیوں کے دلوں میں
تو فطرتاً ہی بزرگان دین کی عظمت جاگزیں ہے مگر دائرہ کی تحریک سے شیعہ صاحبان نے
بھی صحابہ کرام کا نام عزت و احترام سے لینا شروع کر دیا ہے اور لاہوری مجتہد صاحب
کی زرین سخن سے بھی کوئی تلخ ثمر خار دار جھاڑی سر نکال کر کسی بزرگ کی دامنگیر عزت
نہیں ہوئی جس کا ہم بجان و دل شکریہ ادا کرتے ہیں اگر یہی طرز عمل رہا تو وہ بہت جلد پاک صاف
ہو کر اسلامی سواد اعظم میں آ شامل ہونگے +

ناظرین توجہ فرمائیں :- دائرہ کی تالیفات جن صاحبوں کی خدمت میں مفت پہنچتی رہتی ہیں
ان کو اسکی مالی امداد کی طرف بھی توجہ فرمانی چاہیئے تا کہ انکی عام اشاعت سے دائرہ کے اغراض و مقاصد
کے حصول میں جلد کامیابی ہو اور تمام مسلمان اسلامی رنگ میں ڈوبے ہوئے اسمیں محبت رکھنے والے اور
بزرگان دین کا ادب کرنے والے نظر آئیں۔ اگلا رسالہ انشاء اللہ بہت ہی دلچسپ اور مفید ہوگا

منقبت حضرت عثمانؓ ذوالنورین خلیفہ سوم حضرت رسول کریم صلعم

(از سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ)

دعا یہ آرہی ہے میرے لب پر قلب مضطر سے
الٰہی ابر رحمت رات دن عثمانؓ پر برسے

امیر المومنین عثمانؓ ہیں وہ سابق الایمان
جنھوں نے فیض پایا حضرت صدیق اکبرؓ سے

ہیں بیضا بنت عبد المطلب عثمانؓ کی نانی
نبیؐ کے بھانجے ہیں قرب ہے اُن کو پیمبرؐ سے

یہی حسنینؓ کے خالو ہیں زہراؓ کے ہیں بہنوئی
دوبالا ہر بلندی اُنکی ہمزلفی میں حیدرؓ سے

مشابہ تھے رسول اللہ کے یہ شکل و صورت میں
جہاں میں تھا نمایاں جلوۂ حق روئے انور سے

ملائک ان سے شرماتے تھے ایسی تھی حیا ان میں
یہ ہیں اس وصف میں ممتاز اصحاب پیمبرؐ سے

یہ حلم و رفق میں یکتا سخاوت میں یگانہ تھے
معطر خلق اُنکے خلق ز رشک مشک و عنبر سے

شرف بخشا خدا نے آپ کو جو دوہری ہجرت کا
ملی دوبار اُن کو وصلت خویشی پیمبرؐ سے

اسی اعزاز سے عثمانؓ ذوالنورین کہلائے
یہ لاثانی شرف اُن کو ملا ہے رب اکبر سے

دوبالا کیوں نہ ہو اُنکی فضیلت اہل ایماں میں
ملی ہو جس کو دوہری عزت خویشی پیمبرؐ سے

طفیل حضرت عثمانؓ عروسی کا ہوا ساماں
نبیؐ نے فاطمہؓ کا عقد ٹھہرایا جو حیدرؓ سے

کیا سیراب جس نے مومنوں کو بیر رومہ سے
پلائینگے فرشتے اس کو پانی نہر کوثر سے

انھوں نے مول لی جنت دیا زر جیش عسرت کو
تجارت میں ہوا نفع گراں کیا فضل داور سے

نبیؐ نے ہاتھ کو اپنے کہا یہ دست عثمانؓ ہے
یداللّٰہی کی عزت پائی عثمانؓ نے پیمبرؐ سے

یہ اس میں راز تھا مضمر کہ بیعت دست عثمانؓ پر
سمجھ لیں مومن ایسی جیسے بیعت کی پیمبرؐ سے

خدا شاہد ہے یہ آیا ہے اخبار صحیحہ میں
شہادت کی بشارت پائی عثمانؓ نے پیمبرؐ سے

نبیؐ نے دس صحابہؓ کو بشارت دی تھی جنت کی
انھیں میں سے ہیں اک عثمانؓ بھی الطاف داور سے

رسول اللہ غطفاں کی طرف جانے لگے جس دم
مدینہ میں کیا اُن کو خلیفہ حکم داور سے

نبیؐ کے ساتھ اصحاب ثلثہ جب احد پر تھے
تو لرزہ کوہ ایسا جیسے تھرائے کوئی ڈر سے

نبیؐ نے اُس کو ٹھکرا کر کہا اے کوہ ثابت رہ
یہ ہلچل کیوں ہے صدیقؓ و شہید ان پیمبرؐ سے

امیر المومنین عثمانؓ ہی ہیں جامع قرآں
جہاں میں نور پھیلا ہے اسی بدر منور سے

نبی جن چھ صحابہؓ سے بہت خوش تھے دم رحلت
شمار حضرت عثمانؓ ہے ان میں فضل داور سے

حدیثیں ایسی چھپالیں ہیں عثمانؓ سے مروی
عجب حسن بیاں اُن کو ملا خلاق اکبر سے

نبیؐ نے یہ کہا عثمانؓ سے اک کرتہ اگر پہنو
نہ اُس کو دور کرنا تم کسی کے خوف اور ڈر سے

مناسک حج کے سب سے زیادہ جانتے تھے یہ
مقدم اس صفت میں تھے یہ اصحاب پیمبرؐ سے

نبیؐ نے یہ خبر دی تھی کہ ہوگا فتنہ اک برپا
اور اُس فتنہ میں عثمانؓ ہونگے حق پر فضل داور سے

امام وقت کو جب قتل کر دے فتنۂ اُمت
تو پھر تلوار امت کے سروں پر حشر تک برسے

وہی موعود ہیں عثمانؓ جن کو فتنہ سازوں نے
کیا تھا قتل اک دیو لعین نے فتنہ و شر سے

غضب بھڑکا خدا کا ایسا ناحق قتل عثمانؓ پر
ہزاروں ہو گئے مقتول شمشیر دو پیکر سے

کیا فاروقؓ نے خارج عرب سے جب یہودوں کو
تو بعض آباد کوفہ میں ہوئے حیران و ششدر سے

وہ عیار زماں ابن سبا بھی اک یہودی تھا
مسلماں بن کے جس نے حشر برپا کر دیا شر سے

کیا فی النار مارا ایسا اس افعی کو حیدرؓ نے
بچائی دم میں جان مومنین پر زہر اژدر سے

جو آئے کوفی و بصری و مصری چڑھ کے عثمانؓ پر
اسی ابن سبا کی چال سے نکلے تھے وہ گھر سے

دکھایا حوصلہ اللہ اکبر کیسا عثمانؓ نے
مدد کچھ بھی نہ ایسے وقت پر لی فوج و لشکر سے

روا رکھی نہ خونریزی رضائے حق پہ جاں دیدی
شہادت رونما دنیا میں ہے عثمانؓ کے گھر سے

دعا صادق کی ہے یارب کہ سچ کا بول بالا ہو
شہیدوں کے تصدق حرمت صدیق اکبرؓ سے

نبیؐ۔ غنیؓ اور ولیؓ کے تعلقات

نبیؐ کی بہن کے تھے عثمانؓ بیٹے
ہو گیا اس سے بڑھ کر نجابت غنیؓ کی

سب اسلامیوں سے ہوئی دور عسرت
ہوئی نفع بخش ایسی دولت غنیؓ کی

ہوئی فوت اک۔ دوسری دیدی بیٹی
یہ دل میں نبیؐ کے تھی وقعت غنیؓ کی

نبیؐ نے سفارت پہ مکے کو بھیجا
تو لی ہاتھ اپنے سے بیعت غنیؓ کی

علیؓ اُن کے ہمزلف زہراؓ تھی سالی
یہ سبطینؓ سے تھی قرابت غنیؓ کی

ہے اوراقِ تاریخ میں ثبت اب تک
شجاعت علیؓ کی سخاوت غنیؓ کی

خلیفہ باجماعِ اُمت ہوئے جب
علیؓ پھر نہ کیوں کرتے بیعت غنیؓ کی

سمجھتے نہ اپنے سے بہتر تو ہرگز
نہ کرتے وہ صفدر اطاعت غنیؓ کی

محبت ولیؓ کی نہ کچھ نفع دیگی
جو دل میں رکھو گے عداوت غنیؓ کی

یہ نہج البلاغت سے ہے صاف ثابت
کہ دل میں علیؓ کے تھی عظمت غنیؓ کی

کھلے لفظوں میں بے حجابِ تقیہ
علیؓ مانتے ہیں فضیلت غنیؓ کی

حسنؓ اور حسینؓ اپنے بیٹوں کو بھیجا
کہ جا کر کریں وہ حفاظت غنیؓ کی

ہوے جب وہ مقتول تو دونوں کو پٹا
کہ تھی شاق حیدر کو فرقت غنیؓ کی

کسی کی نہ لی جان خود جان دیدی
یہ تھی مسلموں سے محبت غنی کی

حسینؓ علیؓ کی شہادت سے بڑھ کر
غم افزا نہیں کیا شہادت غنی کی

محرم سے ذوالحجہ اسبق نہیں کیا
کہ شبیرؓ پر ہو نہ سبقت غنی کی

نہ قائم رہی خونِ مسلم کی حرمت
نہ کی باغیوں نے جو حرمت غنی کی

جو تھے قاتل المشتہر کیں لڑ مرے خود
شدید اس قدر تھی شہادت غنی کی

تفاخص نے لڑوا دیا مومنوں کو
ملی جب علیؓ کو خلافت غنیؓ کی

باہتمام ملک چراغدین مالک کیکسٹن پرنٹنگ ایلیکٹرک ورکس لاہور

باغیوں نے دوسری طرف سے کود کر آنجناب رضؓ کو شہید کر دیا اور اس کی خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے آکر جناب حسینؓ کو زجر و توبیخ کی تھی کہ انکی غفلت کی وجہ سے یہ سانحہ ہو۔ شہر یا پیش آیا تو ہمارا الیقین پختہ ہو جاتا ہے کہ واقعی آپ کا قتل عثمانؓ میں کوئی ہاتھ نہ تھا۔ ہاں اگر شیعہ صاحبان حسب معمول شیر خدا کی اس ساری کارروائی کو ظاہرداری اور تقیہ پر مبنی بتائیں اور کہیں کہ اگر وہ اس میں شامل نہ ہوتے تو محمد بن ابی بکرؓ کو جو ان کا لے پالک اور سازش قتل میں شریک تھا۔ فوراً کیوں عامل مصر بنا دیتے تو ہم پھر بھی حسن ظن سے کام لے کر حضرت علیؓ کی ذات کو ایسی سازشوں سے ارفع خیال کر کے یہ جواب دینگے کہ محمد بن ابی بکرؓ کو فریب دیکر شریک کر لیا گیا تھا مگر جب وہ حضرت عثمانؓ کے سامنے ہوئے تو ندامت سے پیچھے ہٹ گئے اور اپنے کئے پر پچھتائے اور چونکہ حضرت ذوالنورینؓ نے اپنی زندگی میں ان کو مصر کی گورنری پر فائز فرما دیا تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے بھی برقرار رکھا۔ ہم مسلمان ہیں ہمارا اعمل ظن المومنین خیرا پر ہے ہم رسول اللہ صلعم کے کسی صحابیؓ پر الزام نہیں لگائینگے بلکہ کوشش کرینگے کہ ان سے بہتانات دور کر کے اُن کی پوزیشن صاف کر دی جائے۔ یہ فعل شیعوں کو ہی مبارک رہے کہ سوائے اڑہائی آدمیوں کے باقی سب صحابہ کرام نبی علیہ السلام پر نہایت بیباکی سے (معاذاللہ) ارتداد کا فتویٰ صادر کر دیں اور خدا و رسولؐ سے نہ شرمائیں *

عیدِ غدیر بروز قتل حضرتِ عثمانؓ

۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ ہجری کو حضرت عثمانؓ نہایت بے رحمی سے شہید کر دئے گئے اور اُنکی نعش کی بے حرمتی کی گئی۔ اگر کوئی دن مسلمانوں کے لئے ماتم کا ہو سکتا ہے تو ۱۸ ذوالحجہ ہے کیونکہ رسول کریم اللہ صلعم کے وصال (۱۲ ربیع الاول) کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نبی اللہ کے فرائض خلافت کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سنبھالا کہ اعدائے دین کی کچھ پیش نہ چلی اور سب مرتدین مغلوب ہو گئے۔ حضرت صدیقؓ کی وفات (۲۲ جمادی الثانی) کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ خلیفہ ہوئے جنہوں نے شرک و کفر کے نام کو ایران و روم۔ شام و مصر سے مٹا دیا اور مسلمانوں کو قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کا مالک بنا دیا۔ جب وہ ایک مجوسی کافر کے ہاتھ سے (۲۶ ذوالحجہ) کو شہید ہو کر یکم محرم الحرام کو اپنے دونوں پیشرووں کے پاس سبز گنبد کے نیچے قیامت تک آرام کرنے کو جا لیٹے۔ تو خلافت کا بار گراں حضرت عثمانؓ نے اٹھا لیا۔ اور مسلمان برابر کفار پر غالب رہے۔ اور سلطنت اسلامیہ کو وسیع سے وسیع تر کر دیا

مگر جب یہ شہید ہو گئے تو مسلمانوں سے خیر و برکت بالکل اُٹھ گئی اور وہ اسلامی آزادی اور کفار پر غلبہ جو ہر مسلمان کے لئے اس دن تک مقدر ہو چکا تھا۔ جاتا رہا اور اس کی جگہ خانہ جنگی اور برادر کُشتی نے لے لی۔ ۱۸ ذی الحجہ سے زیادہ منحوس اور ماتم کا دن کونسا ہو سکتا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ ہم اِس عدیم المثال حادثہ پہ زمانۂ جاہلیت کی سی سینہ کوبی اور دیوانہ وار آہ و بکا کو تو کسی طرح روا نہیں رکھ سکتے۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو گوارا نہیں ہو سکتا کہ جس دن اسلامی جاہ و جلال کا خاتمہ ہو جائے جس دن مسلمانوں سے خیر و برکت اُٹھ جائے جس دن مسلمانوں پر نکبت و ادبار مسلط ہو جائے جس دن ان کے رسول صلعم کا معزز اور محترم خلیفہ خاک و خون میں تڑپتا نظر آئے اس دن کو کوئی عید قرار دے اور ان کے مجروح دل پر عید کی شکل میں نمک پاشی کرے ✦

پچھلے سال جب دائرۃ الاصلاح نے اس عید پر اعتراض کیا تھا تو ہمارے شیعہ بھائیوں نے کہا تھا کہ ہم یہ عید قتل عثمان رضؓ پر نہیں مناتے بلکہ خلافتِ علیؓ کی تقریب پر مناتے ہیں۔ ہمارے بھائیوں کا یہ کہنا۔ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک شخص مرتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین ضرور ہوتا ہے مگر مرنے کے دن کو کوئی روزِ جشن قرار نہیں دیتا۔ بلکہ چند دن بعد اس کے لئے وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ عید حضرت علیؓ کی بوجہ جاہِ خلافت کی تقریب پر منائی جاتی ہے تو اس کے لئے کوئی اور وقت مقرر کرنا چاہیئے تاکہ مسلمانوں کا دل نہ دُکھے ✦

اگر یہ کہو کہ یہ عید حضرت علیؓ کو کوئی موہوم خلافت بلا فصل ملنے کی خوشی میں ہے تو ہم یہ ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ ایسی خلافت حضرت علیؓ کے لئے منعقد نہ تھی اگر ہوتی تو ضرور مل کر رہتی اور وہ خدا جس نے (بقول حضرات شیعہ) تین بار حضرت جبریل کو بھیج کر حضرت علیؓ کے لئے ایک لاکھ چوالیس ہزار سے بیعت خلافت لی تھی۔ ضرور حضرت علیؓ کی مدد کرتا۔ جیسا کہ غزوۂ بدر غزوۂ خندق وغیرہ میں غائبانہ مدد کرتا رہا تھا۔ اور ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمانوں میں سے حضرت صدیق اکبرؓ کے انتخاب کے موقع پر کم از کم بنی ہاشم ہی کے منہ سے نکلواتا کہ صدیقؓ کو کیوں منتخب کیا جا رہا ہے جبکہ پہلے سے ولیؓ کے حق میں بیعت خلافت لی جا چکی ہے اگر وہ سب حضرت علی سے برگشتہ ہو گئے تھے تو حضرت علیؓ ہی جبریل کے پر کاٹتے۔ جنوں کی فوج کو تباہ کرنے اور سارے جہان سے حق پر لڑنے کی قوت رکھتے تھے ذوالفقار کو میان سے نکالتے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا خاتمہ کر کے میدان صاف کرتے اور خلافت کی گدی

سنبھال لیتے مگر جب نہ ایک لاکھ چالیس ہزار میں سے کسی نے علی رضؓ کے حق میں گواہی دی اور نہ وہ خود ہی اس واقعہ کے متعلق کچھ بولے تو ثابت ہوا - حجۃ الوداع کے بعد کوئی بیعتِ خلافت نہیں لی گئی جس کی اس قدر بدانجامی کی یاد میں عید منائی جائے اگر اس بیعت کے قصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس کی یاد میں عید منانا اس جنین کے کے متعلق خوشی کرنے کی طرح ہوگا - جو پیٹ ہی میں مر گیا ہو یا یوں کہو کہ یہ شیعوں کے حضرت محسنؓ[1] کی ولادت میں خوشی مناتے - سے بھی بے معنی ہوگا - بھائیو ناکامی کی یاد میں عید منانے سے کیا حاصل اور مسلمانوں کے دل دکھانے سے کیا فایدہ ٭

شہادتِ عثمانؓ شہادتِ حسینؓ سے کم نہیں

مسلمانو! گذشتہ اوراق میں تم نے پڑھ لیا ہوگا کہ حضرت عثمانؓ نے کس طرح آخری دم تک صبر و استقلال کا دامن پکڑے رکھا اور مسلمانوں کی خونریزی گوارا نہ کی اپنی جان گنوا لی مگر کسی برائے نام مسلمان کا بھی قطرۂ خون گرنے نہ دیا حضرت عثمانؓ کسی کا حق غصب کر کے خلیفہ نہیں ہوئے تھے بلکہ مہاجرین و انصار نے اتفاق رائے سے انھیں خلیفہ نامزد کیا تھا اور اسی طریقۂ انتخاب کو حضرت علی رضؓ نے وقیع سمجھ کر حضرت معاویہؓ کے سامنے اپنے خلیفہ برحق ہونے کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کیا تھا - بس بارہ سال کے کامیاب خلیفہ - رحمدل خلیفہ - خیر خواہ خلیفہ مسلمانوں کے پسینہ کے بدلے اپنے خون گرانے والے خلیفہ کا اس بے دردی سے بھوکے پیاسے قتل کیا جانا حضرت حسینؓ کے قتل سے کم ہولناک نہیں اور حضرت عثمانؓ کے قتل کا جرم امام حسینؓ کے قتل کی خطا سے بہت سنگین ہے - زیادہ تشریح سے ادب مانع ہے - مختصر الفاظ میں یوں سمجھو کہ جتنا حضرت عثمان ذوالنورین اور امام

---

[1] حضرت محسنؓ امام حسینؓ کے چھوٹے بھائی تھے جو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے مگر ان کے بہنوئی (حضرت عمرؓ) کے دشمن (رافضی) ان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ پیٹ ہی میں فاروق اعظمؓ کی ضربت سے مر گئے تھے جو محض افترا ہے کیونکہ شکم میں مردہ لڑکے کا نام کوئی نہیں رکھتا بلکہ نام عقیقہ کے دن رکھا جاتا ہے ٭

حسین رضؓ کے مدارج کا فرق ہے اتنا ہی ان کی شہادت کے درجہ کا بھی فرق ہے حضرت عمر رضؓ کے بعد حضرت عثمان رضؓ سے کوئی افضل نہ تھا۔ اور حضرت امام حسین رضؓ سے امام حسن رضؓ اور حضرت علی رضؓ بھی افضل تھے پس جب کربلا میں چل کر جانے والے شہید کی شہادت کے دن مسلمان اس قدر نذر و نیاز دیتے ہیں تو لازم ہے کہ گھر بیٹھ کر جان دینے والے اور مسلمانوں کے خون کی حرمت نگاہ رکھنے والے شہید کے روز شہادت کو بھی دل کھول کر فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے۔ اور شہید کی روح کو خوش کر کے ثواب حاصل کیا جائے +

قاتلانِ عثمان رضؓ اب تک نامراد و ناکام رہے۔

حضرت عثمان رضؓ کی بے گناہ خونریزی کا جرم کوئی معمولی جرم نہ تھا کہ مسلمان اُس کی سزا سے بچ سکتے۔ مگر ان تمام سفاکیوں کا عذاب سبائی فرقہ کی گردن پر ہوگا۔ یہ فرقہ جو دراصل قاتلِ جناب ذوالنورین رضؓ تھا۔ اپنی جان بچانے کے لئے تین گروہ میں بٹ گیا۔ ایک تو حضرت عائشہ رضؓ حضرت زبیر رضؓ حضرت طلحہ رضؓ کے پاس پہنچا کہ حضرت عثمان رضؓ نہایت بے رحمی سے شہید کر دیئے گئے۔ اور حضرت علی رضؓ نے ان کی مدد نہ کی۔ دوسرا حضرت معاویہ رضؓ کے پاس شام کو گیا مع نالہ و بکا سے آسمان سر پہ اٹھا لیا اور بیان کیا کہ یہ ظلم حضرت علی رضؓ کی سازش سے ہوا ہے۔ چنانچہ وہ قاتلوں سے بیعت لیکر خلیفہ بھی بن گئے ہیں۔ تیسرا حضرت علی رضؓ کے گرد و پیش منڈلاتا رہا اور اُن کو مجبور کیا کہ فوراً خلافت منظور کر لیں اور در پردہ مفسدوں کا منشا اس عجلت سے ان کے خلاف بدظنی پھیلانا تھا۔ چنانچہ یہ مفسد اپنے بد ارادہ میں کامیاب ہو گئے اور مسلمان جنگ جمل۔ جنگ صفین اور نہروان میں قریباً ایک لاکھ کی تعداد میں آپس میں لڑ کر کٹ مرے اور بعد ازاں جو واقعہ کربلا ہوا اور جو مختار کذاب قاتل فرزند علی رضؓ اور اُس کے ہم قبیلہ حجاج بن یوسف نے خونریزیاں کیں ان کو بھی انہی شرارتوں کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ پھر جو بنی امیہ کو بنی عباس رضؓ کے ہاتھوں تخم سوختہ کرایا۔ اور عباسیوں کو ترکوں کی بے پناہ تلوار سے مروایا۔ وہ بھی سب ابن سبا کے مقلدین کی فتنہ پردازیوں کا کرشمہ تھا۔ یہ گروہ از روئے حسد ہمیشہ مسلمانوں کے درپے تخریب